استعمار کے ضمنی پیداوار مذاہب اور قادیانیت

AHMADYYA MMOVEMENT BRITISH-JEWISH CONNECETION

جناب بشیر احمد کی کتاب "احمدیہ موومنٹ، انگریز، یہودی، تعلقات کا ترجمہ- (قسط۱۱)

۱۸۳۳ء میں راجہ جی ایک سیاسی مشن پر انگلینڈ گئے جہاں ان کا وہاں انتقال ہو گیا۔ بنگالی ہندو خشیت چندر سیس (۱۸۸۴-۱۸۳۸) جب اپنی جادو بیانی کے ذریعہ یسوع مسیح کو ایک مصلح کی حیثیت سے پیش کرنا شروع کیا تو برہمو سماج نے ایک طاقت حاصل کرلی۔ ۱۸۷۰ء میں اس نے انگلینڈ کا دورہ کیا جہاں اس کو خطابت کے لئے دل کھول کر مواقع دیئے گئے۔ یہی وہ دور تھا جب مسیحی مشنریوں کے لئے چندر سیس کی شخصیت ایک جاذب نظر شخصیت بن چکی تھی لندن میں ان کا شاندار استقبال کیا گیا اس کا دعویٰ تھا کہ وہ یسوع مسیح کا اوتار ہے۔ ہندو دھرم کی اصلاح کی خاطر اس نے ایک چرچ قائم کیا۔ جگدیش چندر بوس اور (ڈاکٹر) رابندرناتھ ٹیگور جیسی شخصیتیں برہمو سماجی عقائد کی پیروکار تھیں۔

پنڈت ایس۔ این۔ اگھنوری نے ہندو دھرم کو زندہ رکھنے کے لئے "دیوسماج" کی بنیاد قائم کی۔لاکشن مشن۔ پراتھنا سماج اور بال گنگادھر تلک کے مشن کا مقصد زندگی کے تمام شعبوں میں ہندومت کو فوقیت دلانا تھا۔ یہ لوگ چاہتے یہ تھے کہ ہندوؤں کے معاشرے میں سے غیر ہندوؤں کو نکال کر باہر پھینک دیا جائے۔ خاص طور پر مسلمانوں کو ہندوستان بدر کر دیا جائے۔ تلک جی نے شیواجی (مرہٹہ) کے دھرم کو زندہ کیا۔ اور جنوبی ہندوستان میں آنجہانی مرہٹہ لیڈروں کے احترام و تقدس کی خاطر اُن آنجہانی لیڈروں کے احترام کو بحال کرنے کی خاطر تقریبات منعقد کرنے کے لئے تنظیمیں قائم کیں۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کے دور میں مسیحی مشنریوں نے ایک طاقتور اثر ورسوخ کے ذریعہ عصائے حکمرانی اپنے پاس رکھا۔ کمپنی چارڈ ۱۸۱۳ء کے مطابق عیسائی مشنریوں کی حوصلہ افزائی کی جاتی۔ کلکتہ میں ایک بشپ (Bishop) کی تقرری ہوتی جس کے تحت تین آرک ڈیکونز Arch-deacons کام کرتے تھے۔ کلیسا کے عہدیداروں کو مستقل کرنا اور انہیں تنخواہ دینا کمپنی کی ذمہ داری تھی۔ ہندوستانی باشندوں کے دین کو تبدیل کرنے اور انہیں مرتد بنانے کی کارگزاری سے انگلستان کو حوصلہ افزائی ملتی تھی۔

ہمارے ہندوستانیوں کو عیسائی بنانے کا عظیم کام جاری رکھا جائے

کورٹ آف ڈائرکٹرز ایسٹ انڈیا کمپنی کے چئیرمین کا انگلینڈ کے دارالعوام سے خطاب

ایسٹ انڈیا کمپنی کے کورٹ آف ڈائرکٹرز کے چئیرمین نے انگلینڈ کے دارالعوام سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ خداوند خدا نے ہندوستان کے وسیع وعریض رقبے پر، انگلینڈ کو بادشاہت تفویض کر دی ہے تاکہ ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک یسوع مسیح کی فتح وکامرانی کا جھنڈا لہرانے کی کارروائی کی جاسکے ہر مسیحی شخص کو پوری طاقت کے ساتھ شدت سے جدوجہد کرنی چاہئیے تاکہ پورے ہندوستانیوں کو عیسائی بنانے کے عظیم

فریضے کو جاری رکھا جائے۔ اس کام میں تساہل و تغافل نہ ہونے پائے۔
(کتاب The East India Company صفحہ ۱۷۱ تصنیف Brain. Gardner مطبوعہ لندن ۱۹۷۱ء)

۱۸۱۳ء کے مذکورہ چارٹر کے مطابق کمپنی حکومت کی طرف سے کلیسائی نظام کو مستقل بنیادوں پر قائم کرنے کے لئے ہندوستانی عوام سے حاصل کردہ محصول اور حکومت کے لگان یا مالیہ جات کلیسا کو ادا کئے جاتے تھے اور یہ ۱۹۴۷ء تک اس وقت تک جاری رہا جب تک کہ مشنری سوسائیٹیوں کے معاونین حضرات کی طرف سے رضاکارانہ طور پر زر تعاون حاصل ہونا شروع ہو گیا۔ (کتاب ایضاً صفحہ ۲۵۱)

عیسائیت، ایسٹ انڈیا کمپنی کی حکومت کے دوران کامرس Commerce اور استعمار دونوں کے ساتھ منسلک رہی۔ عیسائی مشن برطانوی شہنشاہیت کے محافظ اور استعمار کے چھکڑے کو چلانے کے گارڈ تھے۔ (ملاحظہ ہو کتاب British Colonical Theories تصنیف Klaus Knorr صفحہ ۳۳۸ مطبوعہ لندن)

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کی وجوہات میں سب سے بڑا، اور اہم عنصر وہ مہم تھی جو متعصب عیسائیوں نے چلا رکھی تھی۔ مذکورہ جنگ کے بعد عیسائیت کی اس مہم نے ایک دوسری شکل اختیار کر لی تھی۔ جن جگہوں پر مسیحی مشنری دفاتر بند ہو چکے تھے۔ وہاں اجرت اور محتانے پر کام کرنے والے مقامی ایجنٹ تعینات کرنے پر زور دیا گیا۔ لندن کی چرچ مشن سوسائٹی نے ہندوستان میں اپنی مشنریاں بھجوا دیں اور اس کام کو جاری رکھنے کے لئے (برطانوی) سرکار سے تعاون طلب کیا (ملاحظہ فرمائیے کتاب نمبر ۱ Gods Avenger کتاب نمبر ۲ تصنیف John Balli, "England's Present duty in India, with glance at the Future" مطبوعہ لندن ۱۸۵۷ء، حوالہ نمبر ۳ The Religious of India، Church of Englance حوالہ نمبر ۴ پندرہ روز Review جلد نمبر ۳۴، ۱۸۵۸، حوالہ نمبر ۵ Indian Rebillion تصنیف جان جوزف حوالہ نمبر ۶ جریدہ Pulpit شمارہ نمبر ۳۲، ۱۸۵۸ء۔

عیسائی نظریات و عقائد کو مختلف النوع ۲۱ مسیحی مشنریاں اپنی نقل و حرکت سے اپنے مقاصد کو ابھار رہی تھیں۔

رومن کیتھولک مشنری نے اپنی ایک کتاب میں عیسائی فرقوں کی وسیع تعداد مردم شماری کے لحاظ سے نصف ملین سے زیادہ مرتب کی تھی جن کے اعداد و شمار یہ تھے۔ ۱۸۸۱ء کے دوران ان سب میں رومن کیتھولکس Romacacholics کی تعداد سب زیادہ نصف ملین کے قریب تھی۔ پروٹیسٹینٹس Protestants کی تعداد 0.12 ملین تھی بپٹسٹس Baptists اکیاسی ہزار پائے جاتے تھے۔ چرچ آف انگلینڈ کے پیروکار، انچاس کے قریب تھے۔ مسیحی مشنریوں کے چھوٹے گروپ جیسا کہ امریکن Americans آرمینینز Armenians کانگریگیشنلٹس Congregationalists کالوینیٹس Calvinists ڈیسینٹرز Dissenters ایپس کاپی لینٹس Epis-Copaliants لوتھرنز Luwtherns میتھوڈسٹس Methodists شامی Syrians یونانی Greeks اور ویلینز چرچز Wesleyane-Churchpes نے مل کر ہندوستان میں انجیل کی تبلیغ کی۔ برطانوی نژاد اور دیگر یورپ نثر اور عیسائیوں کو ملا کر انیسویں صدی کے قریب ہندوستانی عیسائیوں کی تعداد دو ملین کے قریب پائی جاتی تھی۔

مسلمانوں کا ردّ عمل

مسلمان ۱۸۵۷ء میں اپنے سیاسی اور اقتصادی حقوق کے حصول کی خاطر جدوجہد کر رہے تھے۔ برطانیہ کا جبکاؤ

ان کی بجائے دوسرے مذاہب کے پیروکاروں کی طرف راغب تھا۔ سرسید مسلمانوں کی رہنمائی کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے آپ کا سیاسی فارمولا یہ تھا کہ جدید تعلیم کے ساتھ تعاون کیا جائے۔ راسخ العقیدہ کٹر قسم کے مسلمان جو، انگریزوں سے نفرت کرتے تھے۔ اور آزادی کی خاطر صوبہ سرحد میں جنہوں نے اپنی جان جوکھوں میں ڈال رکھی تھی یہ مسلمان سرسید کے نقطہ نظر سے متفق نہیں تھے۔ سرسید کی انگریزوں کے ساتھ وفادار رہنے کی وکالت۔ نیچری عقائد کے مطابق ان کی تفسیر قرآن۔ خاص طور پر مسیح کے بارے میں ان کا نظریہ (واضح رہے کہ وفات مسیح کے عقیدے کو ہندوستانی مسلمانوں کو سب سے پہلے سرسید نے متعارف کرایا تھا، للمترجم) امام مہدی کا ظہور، عقیدۂ جہاد اور ہندوستان کی پوزیشن انگریز کے دور میں دارالسلام کی ہے۔ وغیر ذالک، سرسید کے ان عقائد کو ہندوستان کے علماء دین نے سخت ترین تنقید کا نشانہ بنایا۔ مسلمانوں کے جملہ مکاتب فکر کے علماء دین بالخصوص سید احمد شہید علیہ الرحمہ رومیابی کے پیروکار، اس یقین کامل پر ڈٹ چکے تھے کہ انگریزی سامراج نے ہندوستان پر بالجبر اپنا قبضہ جمارکھا ہے۔ اس بنا پر یہ ملک دارالحرب ہے۔ تاہم ان علماء نے کئی ایک معاملات میں انگریز کے ساتھ کھلم کھلا اور بلاواسطہ مقابلہ کرنے سے اجتناب برتا۔

مسلمانوں کے چند ایک اسکالر حضرات نے جیسا کہ مولوی چراغ دین آف ڈھاکہ (۱۸۹۵-۱۸۴۴) نے ہندوستان کو نہ تو دارالحرب کہا اور نہ ہی دارالسلام میں شمار کیا (بہ حوالہ کتاب A Critical Exposition of Popular Jehad ص ۶۰-۱۵۹ از مولوی چراغ علی مطبوعہ کلکتہ ۱۸۸۵ء - جن علماء دین نے ہندوستان کو دارالحرب قرار دیا تھا انہوں نے انگریزوں کے ساتھ راہ و رسم رکھنے کی کبھی حمایت نہیں کی۔ یہ علماء برطانیہ کے ساتھ صلح کرسکتے ہی نہیں تھے۔ عیسائی مشنریاں مسلمان علماء سے مقابلہ اور مزاحمت کرنے لگیں۔ کیرانہ کے مولانا رحمت اللہ، آگرہ کے ڈاکٹر وزیر خان، لکھنو کے مولانا عبدالباری۔ پھر اور کے مولانا علی حسن اور مولانا محمد علی نے اپنے خطبات اور اپنی تصانیف کثیرہ کے ذریعہ عیسائی مناظرہ بازوں کو موزوں اور ٹھیک ٹھیک جوابات دیئے۔ عیسائی مشنریوں کے جارحانہ حملوں کے جواب میں یہ ایک دفاعی جنگ تھی۔

غدار خاندان قادیان کی مغل فیملی:

مرزا غلام احمد قادیانی، بانیٔ جماعت احمدیہ (قادیانیہ) پنجاب کے مغل خاندان کا ایک فرد تھا۔ موصوف کے پڑدادا گل محمد سکھ حکمرانوں کی طرف سے عطا کردہ جاگیر کی بنا پر ایک موروثی جاگیردار تھے۔ مرزا گل محمد اپنی فیملی کے دوسرے افراد کے ساتھ مہاراجہ پنجاب کے ایک رقیب اور حریف سکھ سردار فتح سنگھ کے دربار میں بیگھوال کی طرف منتقل ہو گئے۔ جب فتح سنگھ فوت ہو گیا۔ تو آنجہانی کی جاگیر، رنجیت سنگھ نے اپنے رقبے میں شامل کر لی۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا باپ مرزا غلام مرتضیٰ اور اس کا چچا مرزا غلام محی الدین سکھ فوج میں شامل ہو گئے۔ جہاں جنوبی ہندوستان کے ان مجاہدین کا قلع قمع کرنے کے لئے ان دونوں نے اپنی متعدد سرگرمیوں کا پارٹ ادا کیا۔ جو ہندوستانی مجاہدین انسانیت دشمن موذی سکھوں کے خلاف جہاد کر رہے

تھے، مرزا غلام مرتضےٰ نے جنوب مغربی ہندوستان میں سید احمد شہید بریلوی کے مجاہدین کو قتل کیا۔ اور کشمیری مسلمانوں کو موت کے گھاٹ اتارا۔ یہ وہ مسلمان تھے جو سکھ سامراج کے غلبہ و عروج کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ رنجیت سنگھ نے ۱۸۱۸ء میں کشمیر کی سرزمین کو اور ۱۸۲۳ء میں پشاور کو اپنی توسیع میں شامل کر لیا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے ۱۸۳۴ء میں مرزا غلام مرتضیٰ کی گراں بہا خدمات کی قدر شناسی کرتے ہوئے اسے قادیان کے پانچ گاؤں عنایت فرما دیئے۔ اس عطیے کے ایک سال بعد رنجیت سنگھ پر لوک سدھار گئے۔ اس کے بعد رنجیت سنگھ آنجہانی کی مرکزی حاکمیت کمزور پڑ گئی اور برطانوی اثر و رسوخ کا غلبہ بڑھ گیا۔ مرزا غلام مرتضیٰ نے برطانیہ کی طرف داری کی اور سکھ دربار میں انگریز کا معتمد خاص (مخبر) بن کر رہا۔ سکھوں کو اس کا علم ہو گیا تو انہوں نے مرزا غلام مرتضیٰ اور اس کے بھائی غلام محی الدین کو قتل کر دینے کی کوشش کی۔ لیکن ان دونوں کے چھوٹے بھائی مرزا غلام حیدر نے اپنے بھائیوں کو بچا لیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے والد مرزا غلام مرتضیٰ کی انگریزی خدمات

سر لیپل گرفن نے ۱۸۵۷ء کے جہاد کے موقع پر پنجاب کے وفادار خاندانوں کی خدمات کا ریکارڈ اپنی تصنیف The Panjab Chiefs میں کیا ہے (بہ حوالہ کتاب العریضہ از مرزا غلام احمد قادیانی، کتاب البیان مطبوعہ قادیان صفحہ ۱۴۳)
مذکورہ بالا کتاب میں سر لیپل گرفن مرزا غلام مرتضیٰ کی حسب ذیل خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ مرزا غلام مرتضیٰ کو نونہال سنگھ۔ شیر سنگھ اور دربار کی حکومت کے دوران جن خدمات پر متعین کیا گیا تھا ان خدمات کو اس نے مسلسل جاری رکھا۔ مرزا موصوف کو جنرل و نچورا منڈی اور کلو کے علاقوں میں بھیجا گیا اور ۱۸۴۳ء میں ایک انفنٹری رجمنٹ کے ساتھ پشاور بھیجا گیا۔ حکومت برطانیہ کے خلاف فساد پھوٹ پڑنے کے دوران مرزا غلام مرتضیٰ نے اپنے آپ کو ہزارہ کے علاقہ میں مخصوص کر لیا۔ انگریز کی مسلمہ قوت کے خلاف جب ۱۸۴۸ء میں ہنگامے شروع ہو گئے تو اس نے برٹش سرکار کے معتمد وفادار ہونے کی حیثیت کو بدستور، برقرار رکھا اور اپنی طرف سے جنگ لڑتا رہا۔ اس کے بھائی غلام محی الدین نے بھی اپنے وقت پر اچھی اور نیک خدمات سرانجام دیں۔ بھائی مہاراج سنگھ ملتان کے دیوان مول راج کی مدد کے لئے جب اپنی فوجوں کو ملتان کی طرف لے جارہا تھا تو مرزا غلام مرتضیٰ کا بھائی مرزا غلام محی الدین دوسرے جاگیرداروں لنگر خان ساہیوال اور صاحب دیال کی فوج کے ساتھ مسلمان آبادیوں پر، چڑھ دوڑا۔ صاحب دیال کی فوج نے باغیوں پر حملے کئے اور انہیں مکمل طور پر شکست دی۔ انہیں دریائے چناب کی طرف بہا کر لے گیا جہاں باغی تباہ و برباد ہو کر رہ گئے۔ مارچ ۱۸۴۹ء میں پنجاب تک توسیع کے بعد قادیان کی مغل فیملی کی جاگیر تو بحال نہ کی گئی البتہ مرزا غلام مرتضیٰ اور اس کے بھائی غلام محی الدین کے لئے مبلغ سات سو روپے پینشن منظور کر لی گئی۔ انہوں نے قادیان کی جائیداد اور اس کے قریبی دیہاتوں کے مالکانہ حقوق بحال رکھے (کتاب Life of Ahmed تصنیف عبدالرحیم درد (قادیانی) صفحہ ۱۳ مطبوعہ لاہور اشاعت ۱۹۴۸ء) مارچ ۱۸۴۹ء میں پنجاب میں برطانیہ کی توسیع کے حصول کے بعد مرزا غلام مرتضیٰ نے فنانشل کمشنر پنجاب مسٹر جے ایم ولسن J.M.

Wilson کے نام ایک عریضہ لکھا جس میں یہ درخواست کی گئی تھی کہ اس نے اور اس کے خاندان نے پنجاب کی توسیع میں جو خدمات سرانجام دی تھیں ان خدمات کے عوض میں مغل خاندان کے ساتھ تعاون کیا جائے۔ اس کی حمایت کی جائے۔ ۱۸۴۸ء گیارہ جون مرزا غلام مرتضٰی کے نام مسٹر ولسن Wilson نے جواب میں لکھا، میں نے آپ کی درخواست کا بہ غور مطالعہ کیا ہے جو آپ کی اور آپ کے خاندان کی خدمات کے بارے میں میرے نام تحریر کی گئی ہے۔ برطانوی حکومت سے متعارف ہونے کے بعد، آپ اور آپ کی فیملی بدستور قربانیاں دیتے رہے اور برطانوی حکومت کے حلقہ بگوش رہنے میں آپ ثابت قدم رہے۔ میں ان واقعات سے بہ خوبی آگاہ ہوں۔ آپ کے حقوق قابل ادب و احترام ہیں۔ آپ کو پورے عزت اور احترام کا یقین دلا کر مطمئن کیا جاتا ہے۔ کہ انگریزی سرکار، آپ کے اور آپ کے خاندان کے حقوق اور خدمات کو کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔ ایک مناسب حال موقع جب اپنے آپ کو پیش کریگا تو سوچ بچار کے بعد حمایت اور تعاون آپ کو مل جائے گا۔ معتمد اور جاں نثار، رعیت بن جانے کے مقصد کو آپ جاری رکھیں۔ کیونکہ حکومت وقت کا اطمینان اور خود آپ کی فلاح و بہبود، اسی روش پر قائم ہے۔

(کتاب کاشف الغطاء از مرزا غلام احمد قادیانی، صفحہ ۵ مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان ۱۸۹۸ء)

۱۸۵۳ء کی جنگ آزادی نے برطانوی استادوں کی خدمت بجا لانے کے لئے پنجاب کے وفادار ملازمین کو ایک موقع مہیا کیا۔

سر لیپل گریفن اپنی کتاب میں قادیان کی مرزا فیملی کی ان خدمات کو بیان کرتا ہے جو اس فیملی نے اس دور میں سرانجام دی تھیں۔ جب مسلمانوں کی تاریخ اندیشوں سے بھر پور دور سے گزر رہی تھی۔ ۱۸۵۳ء کی بغاوت کے دنوں میں مرزا فیملی نے انگریز بہادر کی خاطر بہترین خدمات سرانجام دیں۔ مرزا غلام مرتضی نے بہت سے لوگوں کو برطانوی فوج میں بھرتی کر دیا۔ خود اس کا اپنا بیٹا غلام قادر جنرل نکلسن کی فوج میں کام کر رہا تھا جب نکلسن نے نمبر ۴۶ انفینٹری کے ان باغیوں کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا تھا۔ جو سیالکوٹ سے تریموگھاٹ کی طرف رفوچکر ہو گئے تھے۔ جنرل نکلسن نے مرزا غلام قادر کو ایک سرٹیفکیٹ عطا فرمایا جس میں درج تھا کہ دیگر اضلاع کی بہ نسبت مرزا فیملی نے ۱۸۵۷ء میں اپنی عظیم وفاداری کا اظہار کیا تھا۔ (کتاب ایضاً ص ۱۴) دہلی میں مجاہدین آزادی کی طرف سے جنرل نکلسن کو ایک مشکل ترین مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔ عبدالرحیم درد قادیانی لکھتا ہے۔ مغل فیملی کی طرف سے وفاداری اور بروقت عملی امداد سے جنرل نکلسن بہت متاثر ہوا تھا۔ ۱۸۵۷ء کی بغاوت کے بارے میں رپورٹ دیتے ہوئے سر لارنس نے اس جنرل نکلسن کے بارے میں لکھا تھا کہ جنرل نکلسن کے بغیر سقوط دہلی محال تھا۔ اگست ۱۸۵۷ء میں اپنی وفات سے ایک ماہ قبل مرزا غلام قادر کو اس نے جو خط لکھا تھا۔ اس خط میں سے بہت سے واقعات کا استنباط کیا جاسکتا ہے۔ نکلسن نے اپنے خط میں لکھا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے بھائی مرزا غلام قادر کے نام
جنرل نکلسن کا ایک الطاف نامہ اور کمشنر لاہور کا خط

"آپ نے اور آپ کے خاندان نے ۱۸۵۷ء کی تحریک بغاوت کو کچل دینے کی خاطر تریموگھاٹ سے تتل اور دیگر مقامات پر، جس پُر اعتماد اور جاں نثارانہ انداز سے سرکارِ (انگلشیہ) کے ساتھ تعاون کیا ہے۔ اور برطانوی حکومت

کے ساتھ جس طریقے سے آپ نے اپنے آپ کو مکمل طور پر وفادار ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ پچاس گھڑسوار، خود اپنے خرچ سے مہیا کئے ہیں۔ آپ کی اس وفاداری شجاعت اور بہادری کی خاطر یہ پروانہ آپ کی خدمت میں ارسال کیا جارہا ہے۔ ازراہ کرم اس پروانے کو ہمیشہ اپنے پاس رکھیئے۔ یہ پروانہ انگریزی حکومت اور اس کے افسران آپ کی عزت و احترام کے استحقاق کی خاطر اور آپ کی ان وفاداریوں کے حقوق کی خاطر جو آپ نے برٹش گورنمنٹ کے ساتھ دکھائی ہیں، جاری کیا گیا ہے۔ میں انسدادِ بغاوت کے بعد آپ کے خاندان کی بہبودی کی طرف غور کروں گا۔ میں نے ڈپٹی کمشنر (گورداس پور) مسٹر نسبت (Nisbet) کو تحریری طور پر آپ کی (انگریزی) خدمات سے آگاہ کر دیا ہے (کتاب ایضاً صفحہ ۱۵)

۱۸۵۷ء کی فیصلہ کن جنگ کے بعد (مرزا غلام احمد قادیانی کے باپ) مرزا غلام مرتضیٰ کو اپنے برطانوی استادوں کی طرف سے مبلغ دو سو روپے سکہ رائج الوقت سمیت ایک خلعت فاخرہ اور ایک سرٹیفکیٹ عطا کئے گئے۔ دربار گورنری میں ایک کرسی بھی پیش ہوئی۔

۲۰ ستمبر ۱۸۵۸ء کو مسٹر رابرٹ کسٹ کمشنر لاہور کی طرف سے حسب ذیل تفصیل پر مشتمل ایک خط موصول ہوا۔

"جیسا کہ آپ نے موجودہ بغاوت کے دوران فوجیوں کی بھرتی اور حکومت برطانیہ کو گھڑسواروں کی عظیم مدد اور تعاون کا فرض ادا کیا ہے۔ جس بنا پر دو سو روپوں سمیت ایک خلعت فاخرہ آپ کی بہترین خدمات اور وفاداری کے انعام کے طور پر آپ کی خدمت میں آپ کی وفاداری اور نیک خدمات کی بنا پر پیش کئے گئے ہیں۔ مزید برآں چیف کمشنر کی خواہشات کی بنا پر جیسے کہ موصوف نے ۱۰/ اگست ۱۸۴۸ء کے لیٹر نمبر ۵۷۶ کے مطابق انہوں نے پیغام دیا ہے کہ آپ کو حکومتِ برطانیہ کا رفیق شمار کرنے کے تسلی بخش اطمینان کے طور پر ایک پروانہ بطور ایک علامتی ٹوکن کے ارسال کیا جارہا ہے۔

(کتاب شہادت القرآن صفحہ ۹ نیز ص ۱۴ تصنیف مرزا غلام احمد قادیانی مطبوعہ پنجاب پریس سیالکوٹ)

سر ظفر اللہ خان بیان کرتا ہے کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کی زیر قیادت مرزا غلام مرتضیٰ نے فوج کی ملازمت اختیار کر لی تھی۔ ملازمت کے دوران کافی سے زیادہ مہمات سر کرنے میں اسے ناموری اور مرتبہ حاصل ہوا تھا۔ مرزا غلام مرتضیٰ کے بعد اس کے فرزند غلام قادر نے انگریز کی قابل قدر خدمات سرانجام دیں جو برطانوی عملداری کی طرف سے قابل تحسین و تعریف تسلیم کی گئیں (بہ حوالہ جریدہ Essence of Islam صفحہ ۸ جلد نمبر ۱ اشاعت ۱۹۷۹ء) ۱۸۷۶ء میں مرزا غلام مرتضیٰ فوت ہو گیا۔ (بہ حوالہ کتاب فضل ربانی سوانح مرزا غلام مرتضیٰ تصنیف فضل احمد مطبوعہ لاہور ۱۸۹۳ء)

اس کے بڑے بیٹے مرزا غلام قادر نے پنجاب کے فنانشل کمشنر مسٹر رابرٹ ایجرٹن Robert Egerton کو اپنے والد کی موت کے بارے میں اطلاع دیتے ہوئے انگریزی سامراج کو اپنے خاندان کی خدمات کی پیش کش کی۔ اپنی خدمات پر دستگیری کے بارے میں اس نے گزارش کی۔ ۲۹ جون ۱۸۷۸ء کے غلام قادر کے نام مسٹر ایجرٹن کے خط کا حوالہ مرزا غلام احمد قادیانی کی کتاب کاشف الغطاء سے پیش کیا جاتا ہے۔ مسٹر موصوف نے مرزا غلام قادر کے خط کے جواب میں لکھا۔

"میں نے بلا توقف آپ کے خط کا دوسری دفعہ مطالعہ کیا ہے۔ آپ کے والد مرزا غلام مرتضیٰ کی وفات پر

مجھے انتہائی صدمہ ہوا ہے۔ جو حکومت برطانیہ کے خیر خواہ اور معتمد علیہ ہونے کی حیثیت سے فوجی سرداروں میں شمار ہوتے تھے۔ آپ کی خاندانی خدمات کے زیر التفات آپ کو ٹھیک اسی طرح معزز اور محترم سمجھا جائے گا۔ جو عنایات اور بخشیش حکومت برطانیہ کے متعمد علیہ آپ کے والد کو حاصل تھیں۔ جب بھی کوئی مناسب موقع میسر ہوا آپ کے خاندانی بہبود کی بحالی میرے ذھن میں رہے گی۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے کردار کا مختصر خاکہ:

مرزا غلام احمد قادیانی ۱۳ فروری ۱۸۳۵ء کو قادیان میں پیدا ہوا۔ ایک خانگی اتالیق سے چھ سال کی عمر میں قرآن مجید اور فارسی زبان کی ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ دس سال کی عمر کا ہوا تو ایک دوسرے اتالیق نے اسے عربی زبان اور اس کی گرائمر کی تعلیم دی۔ سترہ سال کی عمر کو پہنچا تو ایک تیسرے اتالیق کا بندوبست کیا گیا جس نے مرزا کو عربی زبان کے اسباق ترکیبِ کلام یعنی علم نحو Sytox منطق اور طب کی تعلیم دی۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا باپ جو برطانوی خدمات کی بنا پر ابتداء ہی سے اپنی کھوئی ہوئی جائیداد کو حاصل کرنے کا دل وجان سے آرزو مند تھا۔ اس نے مرزا کو خود اپنی لائن پر لگانے کا انتظام کیا۔ یہ انتظام خاص طور پر اپنے خاندانی مفاد کی خاطر، زراعت کی نگہداشت پر مبنی تھا۔ مرزا غلام احمد قادیانی اپنی جائیداد کے حصول کی خاطر عدالتوں کے دروازے بے فائدہ کھٹکھٹاتا رہا (تاریخ احمدیت جلد اوّل مرتبہ دوست محمد شاھد قادیانی ربوہ) جائیداد کے حصول میں وہ بری طرح ناکام رہا۔ مرزا کا والد اسے ایک بے کار انسان سمجھتا تھا۔ آخر کار باپ نے اسے ۱۸۶۴ء میں سیالکوٹ کی عدالتوں میں بطور اہلمد (کلرک) جیسے ادنیٰ کام پر مضبوطی سے لگا دیا۔ سیالکوٹ کے قیام کے دوران ہی وہ قانون کے ایک امتحان میں شامل ہوا۔ لیکن مختاری کے اس امتحان میں وہ بری طرح ناکام رہا۔ (کتاب سیرت المھدی جلد اوّل ص۱۳۵، مرتبہ بشیر احمد قادیانی ایم۔ اے مرزا سیالکوٹ میں چار سال (۱۸۶۸ء - ۱۸۶۴ء) تک مقیم رہا۔ جہاں عیسائی مشنریوں کے ساتھ اس کے تعلقات قائم ہوئے۔ خاص طور پر اسکاچ مشن پادری اس کے زیادہ قریب تھے۔ مذکورہ پادریوں کے ساتھ مرزا جی کی سیاسی اور مذہبی عنوانات پر گفتگو رہتی۔ جنگ آزادی کے بعد عیسائی مشنریوں نے پنجاب کو، کیڑے مکوڑوں کے ایک جمِ غفیر کی طرح اپنے نرغے میں لے رکھا تھا۔ کیونکہ برطانیہ کی کالونی ساز پالیسی پنجاب کے خطے کو ایک اہم خطہ سمجھ کر اس میں انتہائی دلچسپی لے رہی تھی۔ (ملاحظہ ہو کتاب The crisis of Punjab from 10 of May untill the Fall of Delhi) تصنیف (Fredrick Henry copper) (مطبوعہ لندن۔)

فوجی بغاوت کے بعد "اسباب بغاوت" کے اقتصادی، معاشرتی، سیاسی اور ان سب سے بڑھ کر مذہبی وجوہات کا مطالعہ کرنے اور ان پر غور کرنے کے لئے عیسائی مشنریاں متحرک ہو چکی تھیں۔ اور ہندوستان کو اپنی کالونی بنانے کے فیصلہ کن کھیل کی خاطر یہاں کی مقامی سیاست میں درپیش آنے والے دام ہم رنگ زمیں کا تجزیہ کرنے میں مصروف تھیں۔ (مزید وضاحت کے لئے ملاحظہ ہو کتاب (2) (The Indian Crisis, A special meeting of the church missionary society at exter Hall on thursday January 12th 1858 London 1858 ii) (3) recent Intelligence special meeting on Indian Crisis. Church missioniary Record. New seriees iii 1858)

برطانوی شہنشاہیت کے استحکام کے بارے میں آراء دینے کی خاطر ۱۸۶۹ء میں عیسائی مشنری پر مشتمل ایک

(بقیہ ص ۳۱ پر)